Urdu ke pahle awami shayer Nazir Akbar aabadi ki shayeri ka Tanqidi jaeza

B.A Part

Lecture-1

نظیر اکبر آبادی کو اُردو کا پہلا عوامی شاعر تسلیم کیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ زندگی کے ہر پہلو کو شدت سے محسوس کرتے اور غور وفکر کے بعد سے اپنی شاعری میں سمادیتے اور اپنی شاعری کا موضوع بھی انہیں مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے بناتے اُردو کے دیگر شعراء کے یہاں فلسفہ ہے تغزل ہے۔ لفظی و معنوی صنائع ہے جن سے اہل علم لطف اندوز ہوتے ہیں۔ لیکن ایک عام اور بناپڑھا لکھا نہیں سمجھ پاتا کیوں کہ ان میں عوام کے دلوں کی دھڑکنیں نہیں ہوتیں۔ نظیر صاحب عوام کے شاعر تھے۔ وہ ہندو مسلم، سب کے غم وماتم میں شریک ہوتے، عید، شب برائت، ہولی، دیوالی، دسہرہ غرض ہر تہوار پر نظمیں لکھتے تھے ایک طرف خواجہ معین الدین چشتی کی تعریف کرتے تو دوسری طرف گرو ناک کو بھی نذر عقیدت پیش کرتے ہیں۔

نظیر اکبر آبادی جشن زندگی کے بڑے شاعر کہے جاتے ہیں۔ ان کی جمالیات کے دائرے میں انسان اس کی تمدنی اور تہذیبی زندگی، مناظر حسن وجمال، رقص حیات محبتوں کے نغمے، زندگی سے ہم آہنگی سب شامل ہے۔ انہوں نے پورے معاشرے کو گرفت میں لینے کی کوشش کی اور معاشرے کے جمالیاتی نقوش شاعری میں لائے ہیں۔ انہیں زبان پر عبور حاصل تھا ان کی شاعری کا رشتہ کلچر سے مضبوط اور مستحکم ہے۔ پڑھے لوگ ہوں یا ان پڑھ سب اس شاعری کے دلدادہ رہے ہیں الفاظ کے انتخاب میں سنجیدگی اور الھڑ پن بھی ہے سادگی بھی اور تازگی بھی۔ طربیہ اور المیہ دونوں کے لئے کلام نظیر میں متحرک کیفیات ہیں۔ نظیر کا وژن ایک مصور کا وژن ہے تصویر کاری کی خوبصورت تکنیک، الفاظ کے ساتھ فنکارانہ انداز میں نظیر کی ہی خوبی ہے۔ عام فہم اور مروج الفاظ کے ساتھ نئے الفاظ بھی ملتے ہیں۔ جو نظیر کے خود گڑھے ہوئے ہیں۔ الفاظ کو نئی صورت دینے کا کمال نظیر کو ہی حاصل ہے۔ کبھی ان کی نظموں میں ہمیں ایک مست قلندر ملتا ہے تو کبھی ایک بڑا فلسفی ناصح شاعر کوئی ولی کامل جو دنیا کی بے ثباتی پر لیکچر دے رہا ہو۔ ان نظم "موت پر" اور " بنجارہ نامہ" ایک تازیانہ عبرت ہے۔

نظیر صاحب عوام کے مسائل کو ہی اپنی نظموں میں موضوع بنایا۔ پر نظیر صاحب کبھی اپنے اشعار کی نقل نہیں رکھی، ان کے شاگرد راجا بلاس رائے کے لڑکے استاد کا کلام اکٹھا کرتے اور سنبھال کر رکھتے تھے اس طرح ایک حصہ تو محفوظ کیا مگر بہت سا ضائع بھی ہو گیا۔ پھر بھی جو کلام مختلف ادبی شخصیتوں مثلاً عبد الغفور شہباز، مخمور اکبر آبادی، مرزا فرحت اللہ بیگ، عبد الباری آسی وغیرہ کی کوشش سے اکٹھا ہو کر شائع ہوا وہ بڑے سائز کے ہزار صفحات کا ہے۔

نظیر صاحب جب اپنے کلام کی نقل تک نہیں رکھتے تھے تو دیوان کی اشاعت کے متعلق کیسے سوچتے نہ انہوں نے سوچا نہ ہی کوشش کی، ان کے انتقال کے بعد ان کے شاگرد اور عقیدت مندوں نے ان کی یاد کو تازہ رکھنے اور ان کے نام کو زندہ رکھنے کے لئے کلام کو مرتب کر کے چھپوا دیا۔

ہماری زندگی میں تہواروں کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ اور عید الفطر کی تو بات ہی کچھ اور ہے روزے، سحری، افطاری کی دھوم دھام کے بعد بھی عید کے نئے نئے کپڑے سویاں، شیر خورمہ، نظیر صاحب اس کے بار میں میں کیا کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

روزے کی خوشیوں سے جو ہیں زرد زرد گال

خوش ہو گئے وہ دیکھتے ہی عید کا ہلال

پوشاکیں تن میں زرد سنہری سفید لال

دل کیا کہ ہنس رہا ہے پڑا تن کا بال بال

ایسی نہ شب برأت نہ بقر عید کی خوشی

جیسی ہر ایک دل میں اس عید کی خوشی

عید بقر عید کی طرح ہولی دیوالی بھی بڑے تہوار ہیں۔ دیوالی روشنیوں کے چمک اور میٹھائیوں کی مہک تہوار ہے نظیر صاحب نے ان تہواروں کی خوبصورتی کو بھی اپنی نظموں میں سمو دیا ہے کیونکہ نظیر صاحب نے ہی عام جنتا کے دوست، ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے، ان کی خوشیوں اور غم میں شریک ہونے والے ان کے یہاں ہولی پر بہت زیادہ اور بہت اچھی نظمیں ہیں جیسے کہ۔

پھر آن کے عشرت کا مچا ڈھنگ زمین پر

اور عیش نے عرصہ کیا اس تنگ زمین پر

ہر دل کو خوشی کا ہوا آہنگ زمیں پر

بجتے ہیں کہیں تال کہیں زنگ زمیں پر

ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمیں پر

Dr. H M IMRAN

Assistant Professor, Deptt, of Urdu, S.S College, Jehanabad

Mob: 9868606178